© rasailojaraid.com

مجلس ادارت

ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا	ڈائرکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی
ڈاکٹر احمد حسن	ریڈر ادارہ تحقیقات اسلامی

— اس شمارے کے شرکاء —

قاضی جاوید حسین	کشمیری محلہ وسن پورہ، لاہور
ناصر زیدی	
ڈاکٹر محمد ریاض	استاذ فارسی فیڈرل گورنمنٹ کالج اسلام آباد
ڈاکٹر علی رضا نقوی	ریڈر ادارہ تحقیقات اسلامی
ممتاز لیاقت	سرکولیشن منیجر ادارہ تحقیقات اسلامی
محمد ایوب شاہد	شعبہ اردو، اورنینٹل کالج، لاہور
آغا حسین ہمدانی	استاذ تاریخ، گورنمنٹ کالج، گوجر خان
ڈاکٹر احمد حسن	ریڈر ادارہ تحقیقات اسلامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

علامہ اقبال اس صدی کے عظیم شاعر اور فلسفی تھے ۔ انھوں نے مسلمانوں کو بیدار اور آمادہ عمل کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ۔ انھوں نے اپنی شاعری کو گل و بلبل اور حسن و عشق کی آلودگی سے منزہ کرکے جاندار افکار کی پیغام رسانی کا ذریعہ بنایا ۔ اقبال کے شاعرانہ پیغام میں ہمیں جو بنیادی تصورات ملتے ھیں وہ عزم و ھمت عمل پیہم یقین محکم فقر و قلندری اور خودی کی بیداری سے مرکب ھیں ۔ یہ تصورات ھماری اس یاس انگیز شاعری کا نقیض ھیں جو غم و اندوہ، تقدیر پرستی اور بے ثباتی دنیا کے تصورات کی علمبردار اور کسی اجتماعی نصب العین کی لگن سے خالی تھی ۔ ھماری قدیم اردو اور فارسی شاعری میں جماعت اور ملت کی اھمیت کا کوئی اشارہ نہیں ملتا ۔ اس کے برعکس اقبال نے جماعت اور ملت کے تصور کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا ۔ بے شک وہ بلند پایہ اور پرعزم افراد کی اھمیت کے بھی معترف ھیں لیکن یہ افراد وھی ھیں جو ملی اور اجتماعی نصب العین کے لئے کام کرتے ھیں ۔ مثلاً مرد فقیر ھی کو لے لیجئے ۔ اقبال کہتے ھیں : ۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولی
ھو جسکی فقیری میں بوئے اسد اللھی

یہاں فقیری سے مراد محض بے زری نہیں بلکہ نصب العین کی بلندی اور اجتماعی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مفادات کی پاسبانی بھی ہے - مرد فقیر وہ ہے جو اپنے اور اپنے خاندان یا قبیلہ کے لئے مال و دولت جمع نہیں کرتا بلکہ ملت اور اجتماع کی بھلائی کے لئے سر گرداں رہتا ہے - اسی طرح خودی کا فلسفہ انفرادیت اور خود پسندی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ خودی سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اپنی جماعت اور ملت کی عظمت کا احساس ہو اور وہ اس کے مستقبل کو سنوارنے کی فکر میں لگا رہے - اسی طرح یقین محکم اور عمل پیہم سے یہ مراد لینا غلط ہوگا کہ اقبال فرد کو اپنے ذاتی اور شخصی مفادات کے لئے عمل کی ترغیب اور یقین پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہیں - اس کے برعکس درحقیقت ان دونوں تصورات کا تعلق بھی ملت اور اجتماع کی سر بلندی سے ہے - یقین کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنی قوم و ملت کے مستقبل پر یقین ہو اور وہ اس مستقبل کے حصول کے لئے پیہم عملی جد و جہد کرے - غرض کہ اقبال کی شاعری کے کسی بنیادی تصور کو جماعت کی فلاح و کامرانی سے الگ نہیں کیا جا سکتا - وہ صاف الفاظ میں کہتے ہیں -

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

اقبال کا مرد قلندر ہو یا مرد مومن، مرد فقیر ہو یا مرد حر ہر ایک اجتماعی مفاد کا خادم اور ملی عظمت کا نگہبان ہے -

افسوس کہ اقبال کے پیغام کا یہ پہلو ابھی تک مطلوبہ اثرات نہیں پیدا کر سکا - ہمارے اندر انفرادی خود غرضی اور ذاتی مفاد پرستی کی جڑیں ابھی تک بہت گہری ہیں - ہر شعبہ زندگی میں لوگ اپنے اپنے ذاتی مفادات کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پرستش میں مصروف ہیں اور قوم و ملت کے اجتماعی مفاد کا ان کی نظر میں کوئی مقام نہیں ہے ۔ جب تک یہ صورت حال قائم رہے گی ہماری قومی اور ملی فلاح کی منزل دور رہے گی۔

اقبال کی شاعری کا ایک اور نمایاں پہلو اس کا فلسفہ قوت ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ قوت پیدا کرو کیونکہ جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات ہے ۔

اسرار خودی میں وہ فرماتے ہیں :-

باتوانائی صداقت توام است　　　گر خود آگاهی همیں جام جم است

زندگی کشت است و حاصل قوت است　　　شرح رمز حق وباطل قوت است

مدعی گر مایه دار از قوت است　　　دعوی او بے نیاز از حجت است

باطل از قوت پذیرد شان حق　　　خویش را حق داند از بطلان حق

یہ تعلیم قرآنی ھدایات کے عین مطابق ہے کیونکہ قرآن ارشاد فرماتا ہے واعدوا لهم مااستطعتم من قوة و من رباط الخیل ۔ لیکن جس طرح قرآن کا مخاطب فرد نہیں بلکہ جماعت ہے یعنی قرآن اجتماعی قوت پیدا کرنے کی تلقین کرتا ہے اسی طرح اقبال یہ کا مطلب نہیں کہ افراد اپنے اندر قوت پیدا کر کے کمزوروں پر ظلم ڈھائیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ قوم و ملت کو من حیثیت المجموع قوی اور طاقتور ہونا چاہئے کیونکہ کمزور قومیں صحاف ہستی میں شکست کھا جاتی ہیں ۔ ایک کمزور قوم کا کوئی فرد خواہ وہ کیسا ھی عظیم المرتبت ہو اقوام عالم کی برادری میں اپنا صحیح مقام حاصل نہیں کر سکتا ۔ جبکہ ایک طاقتور اور عظیم قوم کا ایک معمولی فرد بھی دوسری قوموں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ درحقیقت فرد کی عزت قوم کی عزت سے ہے نہ کہ اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بر عکس اس لئے ہماری تمام صلاحیتیں قومی اور ملی عظمت و طاقت کے حصول میں صرف ہونی چاہیں ۔

اقبال کے شاعرانہ افکار کا ایک بڑا نمایاں پہلو اس کے کلام میں عشق و عقل کی آویزش ہے جس سے بظاہر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اقبال عقل کی اہمیت کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ایک حد تک اس کا استخفاف کرتے ہیں ۔ مثلاً اقبال کا ایک شعر ہے :۔

صبح ازل یہ مجھ سے کہا جبریل نے　　جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

اس شعر اور ایسے ہی بعض دیگر اشعار میں اقبال نے عقل کے مرتبہ کو ایک حد تک گھٹا کر بیان کیا ہے ۔ مگر اقبال نے بعض دوسرے اشعار میں عقل کی اہمیت کو پوری طرح تسلیم کیا ہے ۔ مثلاً وہ کہتے ہیں :۔

غربیاں را زیرکی ساز حیات　　شرقیاں را عشق راز کائنات
زیرکی از عشق گردد حق شناس　　کار عشق از زیرکی محکم اساس
عشق چوں با زیرکی ہمبر شود　　نقشبند عالم دیگر شود
خیز و نقش عالم دیگر بنہ　　عشق را با زیرکی آمیزدہ

دراصل عقل کے مقابلے میں اقبال عشق کو اولیت دیتے ہیں مگر وہ ان دونوں کے تضاد کو تسلیم نہیں کرتے ۔ جیسا کہ حسب ذیل شعر سے معلوم ہوگا ۔

زمانہ ہیچ نداند حقیقت او را　　جنوں قباست کہ موزوں بقامت خرد است

در حقیقت زندگی میں عقل کا مرتبہ بہت بلند ہے ۔ عقل کے بغیر زندگی کی گاڑی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی ۔ جو لوگ عقل اور عقلیت کے مخالف ہیں وہ

© rasailojaraid.com